سلسلة قصص الانبیاء

4

مَوت کی ھوا

اشتیاق احمد

سلسلة قصص الانبیاء

4

موت کی ہوا

قصہ سیدنا ہود علیہ السلام

اشتیاق احمد

ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
کراچی • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک

دروازہ بند کر دیا گیا۔اب سب لوگ ان کے کمرے میں گویا بند ہو گئے۔

''دادی اماں! آخر آپ آندھی اور طوفان سے اس قدر کیوں ڈرتی ہیں......دیکھیے آپ اس وقت بھی کس بُری طرح سے کانپ رہی ہیں۔'' آصف کی آواز سنائی دی۔

''ڈرنا چاہیے بیٹا، اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے، ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے......اور یہ خوف زدہ ہونا بلا وجہ نہیں ہے، جب بھی اس قسم کا طوفان آتا ہے، مجھے موت کا وہ طوفان یاد آ جاتا ہے جو صدیوں پہلے برپا ہوا تھا......اُف مالک......اس طوفان کے آثار نبیٔ کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے، اگرچہ وہ طوفان آپ ﷺ سے بھی صدیوں پہلے آیا تھا۔''

''یہ...... یہ آپ کس طوفان کی بات کر رہی ہیں، دادی اماں۔'' فاروق کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

''تم لوگ آرام سے بیٹھ جاؤ...... باہر ہوا کے جھکڑ اسی طرح جاری ہیں، کھڑکیاں اور دروازے اسی طرح بج رہے ہیں اور مجھے اس طوفان کی یاد دلا رہے ہیں، اور یہ واقعہ ہے سیدنا نوح علیہ السلام کے بعد کا۔''

''جی کیا فرمایا دادی جان! سیدنا نوح علیہ السلام کے بعد کا۔'' عثمان نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں! میں یہ واقعہ تم لوگوں کو سناتی ہوں......سنو! جب اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم کو پانی کے طوفان کے ذریعے سے ہلاک کر دیا تو صرف سیدنا نوح علیہ السلام اور آپ کے ساتھ کشتی میں سوار افراد محفوظ رہے تھے، یا وہ جانور جو کشتی میں بٹھا لیے گئے تھے، مطلب یہ کہ بعد کی نسل کشتی میں سوار افراد سے چلی، ان میں سیدنا نوح علیہ السلام کے بیٹے حام، سام اور یافث بھی تھے۔''

''یہ...... کیسے نام ہیں دادی جان!'' عثمان نے تعجب کے انداز میں کہا۔

''بھئی اس زمانے میں ایسے ہی نام ہوتے تھے، ہاں تو وقت گزرتا گیا، آگے ان کی اولاد ہوئی، پھران کی اولاد کی اولاد ہوئی، اس طرح بہت سے لوگ دنیا میں پھیل گئے۔ پھران کے قبیلے بن گئے۔ یعنی وہ الگ الگ گروہوں میں بٹ گئے، ہر قبیلے کا اپنا ایک نام تھا۔ ان قبیلوں میں سے ایک قبیلہ عاد بھی تھا۔

قبیلۂ عاد کے لوگوں نے اَحقَاف کے علاقے میں رہائش اختیار کی، احقاف کا علاقہ عُمان اور حضرموت کے درمیان واقع ہے، یہ قبیلۂ عاد بہت زیادہ مال دار اور طاقت ور تھا، اللہ تعالیٰ نے انھیں بے شمار نعمتیں دی تھیں۔ ان پر اپنا فضل کیا تھا، ان کی زمین بہت زرخیز تھی، اس سے بڑی مقدار میں غلّہ حاصل ہوتا تھا، دوسری چیزیں بھی پیدا ہوتی تھیں، میٹھے پانی کے چشمے جگہ جگہ موجود تھے، ان کو دیکھ کر طبیعت خوش ہوتی تھی، آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی تھی، ان کے مویشیوں کے لیے خوب گھاس اُگتی، جابجا سرسبز چراگاہیں تھیں، ان کی بکریاں اور گائیں خوب دودھ دیتی تھیں، خوب موٹی تازی تھیں۔ اللہ کا ان پر ایک اور بڑا احسان یہ تھا کہ وہ بہت مضبوط جسموں کے مالک تھے، بڑے قد آور تھے۔ اپنی طاقت کو وہ خود بھی محسوس کرتے تھے اور اکثر کہا کرتے تھے:

'ہم سے طاقت ور بھلا کون ہے؟'

بات تھی بھی یہی، کیونکہ وہ دراز قد اور نہایت زور آور تھے۔ ان حالات میں ان کے برابر کون ہوسکتا تھا۔ انھوں نے بلند و بالا محلات بنا لیے تھے، اور یہ محلات انھوں نے رہنے کے لیے نہیں، فخر و غرور اور اپنی طاقت کے اظہار کے لیے بنائے تھے، خود وہ خیموں میں رہتے تھے۔

قرآن مجید کی سورۃ الشعراء میں ہے کہ سیدنا ہود علیہ السلام نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا:

'کیا تم ایک ایک ٹیلے پر بطور کھیل تماشا نشان لگا رہے ہو، اور بڑی صنعت والے مضبوط محل تعمیر کر رہے ہو۔ گویا تم ہمیشہ یہیں رہو گے۔ اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو تو بے رحمی کے ساتھ ہاتھ ڈالتے ہو۔ اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو۔ اس سے ڈرو جس نے ان چیزوں سے تمہاری امداد کی جنہیں تم جانتے ہو۔ اس نے تمہاری مدد کی مال سے اور اولاد سے۔ باغات سے اور چشموں سے۔ مجھے تو تمہاری نسبت بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔'
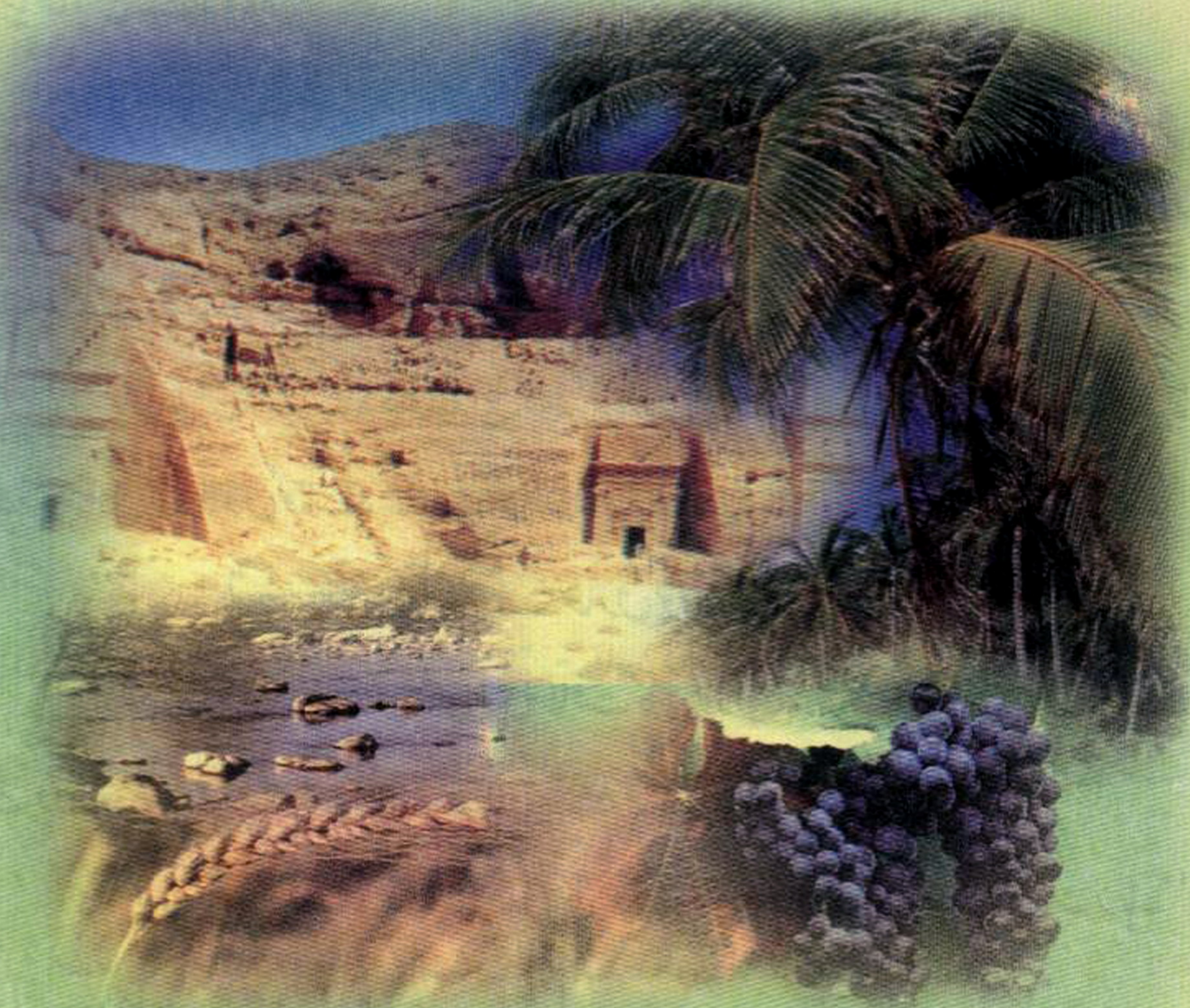
مطلب یہ کہ طرح طرح کی نعمتیں انھیں حاصل تھیں، مال و دولت بہت زیادہ تھا جسمانی طاقت ان میں بے پناہ تھی، لیکن ان سب باتوں کے باوجود وہ لوگ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے تھے۔''

''اف توبہ! کس قدر بُرے لوگ تھے۔'' آصف بول اٹھا۔

''لیکن بھئی ایسے لوگوں کی تو آج کے دور میں بھی کمی نہیں۔'' زاہد بولا۔

''اس میں شک نہیں، آج کل بھی ایسے لوگ ملتے ہیں، لیکن ان میں جو سب سے بُری بات تھی، وہ تھی شرک...... وہ ایک اللہ کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ انھوں نے بتوں کو اپنا معبود بنالیا تھا، ان سے مدد مانگتے تھے۔''

دادی اماں نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

''آپ کا مطلب ہے، مٹی اور پتھر کے بتوں سے مدد مانگتے تھے جن کو انھوں نے خود اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا۔'' نوید نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں بالکل! اب سنتے جاؤ! وہ اپنی دعائیں قبول کرانے کے لیے ان بتوں کا واسطہ دیتے تھے، مصیبتوں اور بلاؤں کو ٹالنے کے لیے بھی ان کا واسطہ دیتے تھے، انھی سے بارش مانگتے تھے۔''

''توبہ...... توبہ...... کیسے لوگ تھے۔'' طارق بول اٹھا۔

''توجہ سے سنو: ......ان میں اپنی طاقت کا غرور ایسا بیٹھا کہ زمین میں فساد کرنے لگے، دوسرے قبیلوں پر ظلم ڈھانے لگے، ان پر حملے کرنے لگے۔''

''آپ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کا خوف ان کے دلوں میں بالکل نہ رہا۔'' عثمان نے کہا۔

''ہاں بالکل! انھوں نے کمزوروں کو غلام بنانا شروع کر دیا، جو اُن میں کمزور تھا طاقت ور کے ظلم کا نشانہ بننے لگا۔''

''جیسے جنگل میں ہوتا ہے دادی اماں۔'' نوید مسکرادیا۔

''ہاں! اچھی مثال دی...... ان حالات میں یعنی جب یہ لوگ حد سے گزر گئے، ان کے ظلم کی انتہا ہوگئی، تو اللہ تعالیٰ نے انھی میں سے اپنا نبی بھیجا، ان کا نام تھا سیدنا ہود علیہ السلام۔''

''یا اللہ تیرا شکر ہے۔'' سب بچوں نے خوشی کے انداز میں کہا۔

''ان کی سچائی، دیانت داری اور اچھے اخلاق سے سبھی واقف تھے۔ انھوں نے اپنی قوم

کو اللہ کی طرف بلایا، بتوں کی عبادت سے روکا۔ ان سے فرمایا:

'یہ بت نفع اور نقصان کے مالک ہرگز نہیں، بس ایک اللہ کی عبادت کرو، اور میری اطاعت کرو۔' اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

'جب اُن سے اُن کے بھائی ہود نے کہا: کیا تم ڈرتے نہیں؟ میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں، لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو، میں اس پر تم سے کسی اجرت کا سوال نہیں کرتا۔ میرا اجر تمام جہان کے پروردگار کے پاس ہی ہے۔'

سیدنا ہود علیہ السلام کی باتیں سن کر انھیں بہت حیرت ہوئی۔ انھوں نے کہا: 'ہم ایک اکیلے معبود کی عبادت کس طرح کر سکتے ہیں، ان شریکوں (یعنی بتوں) کے بغیر اللہ تعالیٰ تک ہم کس طرح رسائی حاصل کر سکتے ہیں، ہم نے تو اتنی عجیب باتیں پہلے کبھی نہیں سنیں، جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے رہے، آخر ہم ان کی عبادت کس طرح چھوڑ دیں!'

میرے بچو! ان کے خیالات کو قرآنِ کریم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

'کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم اکیلے اللہ ہی کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں ان کو چھوڑ دیں؟ تم اگر سچے ہو تو جس چیز سے ہمیں ڈراتے ہو اُسے ہم پر لے آؤ۔''

''لیکن دادی اماں! یہ کہانی تو خوفناک طوفانی ہوا سے شروع ہوئی تھی، اس کا تو اب تک ذکر نہیں آیا۔'' چھوٹی عائشہ بول اٹھی۔

''صبر کرو! اس کا ذکر آئے گا، اصل واقعہ سنو! پھر بچو! ان کی قوم، عاد نے سیدنا ہود علیہ السلام کو تو یہاں تک کہہ دیا:

’ بلاشبہ تم ہمیں احمق نظر آتے ہو۔‘‘

’’توبہ......توبہ۔‘‘ آصف گھبرا کر بولا۔

’’ہاں! وہ ایسے ہی لوگ تھے، لیکن اللہ کے رسولوں کے ساتھ یہ ہوتا ہی آیا ہے، خود ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ کو کیا کچھ نہیں کہا گیا۔ بہرحال انھوں نے جو کچھ کہا، اللہ تعالیٰ نے ان کے الفاظ قرآنِ کریم میں نقل کیے ہیں۔ ان کا ترجمہ یہ ہے:

’اے میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، کیا تم ڈرتے نہیں؟ ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا کہ تم ہمیں احمق نظر آتے ہو اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔‘

جواب میں سیدنا ہود علیہ السلام نے کہا:

’اے میری قوم! میں بے وقوف نہیں! بلکہ اللہ رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں، اپنے رب کا پیغام تمہیں پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا خیر خواہ اور امانت دار ہوں۔‘

ان لوگوں نے سیدنا ہود علیہ السلام کی بات نہ مانی، اور زیادہ سرکشی پر اتر آئے، کہنے لگے:

'تم دیوانے ہو، ہمارے بتوں کو بُرا کہتے ہو، اس لیے انھوں نے تمہیں دیوانے پن میں مبتلا کر دیا ہے۔'

قرآن کریم نے ان کے الفاظ یوں نقل کیے ہیں:

'ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے کسی معبود نے تمہیں آسیب پہنچا کر دیوانہ کر دیا ہے۔'

ان کی بات سن کر سیدنا ہود علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

'اے میری قوم! اپنے رب سے معافی مانگو، پھر اس کے آگے توبہ کرو۔ وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش برسائے گا اور تمہاری طاقت پر طاقت بڑھائے گا اور (دیکھو) گناہ گار بن کر روگردانی نہ کرو۔'

جواب میں وہ کہنے لگے:

'اے ہود! تو ہمارے پاس کوئی واضح دلیل تو لایا نہیں، صرف تیری باتوں سے تو ہم اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ ہم تجھ پر ایمان لا سکتے ہیں۔'

اس پر سیدنا ہود علیہ السلام نے فرمایا:

'میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ جن کو تم (اللہ کا) شریک بناتے ہو، میں ان سے بیزار ہوں۔'

سیدنا ہود علیہ السلام کی تبلیغ سے چند آدمی ایمان لے آئے۔ اب کفار ان کا مذاق اڑانے لگے، انھیں تنگ کرنے لگے، سیدنا ہود علیہ السلام کی اطاعت کے متعلق ان سے طرح طرح کی باتیں کرتے۔ قرآن مجید نے ان کی باتوں کو اس طرح بیان کیا ہے:

'یہ تو تم جیسا ہی انسان ہے، تمہاری ہی خوراک یہ بھی کھاتا ہے، اور تمہارے پینے کا پانی ہی یہ بھی پیتا ہے۔ اگر تم نے اپنے جیسے ہی انسان کی اطاعت کر لی تو بے شک تم سخت خسارے والے ہو۔ کیا یہ تمہیں اس بات سے دھمکاتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں بن جاؤ گے تو تم پھر زندہ کیے جاؤ گے۔''

''دادی اماں! آپ نے کیا بتایا، صرف چند آدمی ایمان لائے۔''

''ہاں بیٹا! سالہا سال کی کوششوں سے صرف چند آدمی مسلمان ہوئے، باقی ان سے کہتے تھے:

'تم نے اپنے جیسے ایک آدمی کی اطاعت قبول کرلی، وہ کہتا ہے: جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہوجائیں گے تو ہمیں دوبارہ اٹھایا جائے گا، بھلا یہ کیسے ممکن ہے!'

غرض سیدنا ہود علیہ السلام مسلسل انھیں بتوں کی عبادت چھوڑ دینے اور ایک اللہ ہی کی عبادت کرنے کے لیے کہتے رہے، وہ ان سے کہتے: 'میری قوم! اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو، اس کا شکر ادا کرو، اس نے تمھیں قد وقامت میں کس قدر دراز کیا ہے، طاقت وقوت میں تمھیں کس قدر زیادہ کیا ہے اور قومِ نوح کو تباہ وبرباد اور غرق کرنے کے بعد تمھیں اس زمین میں جانشین بنایا ہے۔ رزق میں تمھیں فراوانی دی ہے۔ لہٰذا تم اللہ کے احسانات کا پاس کرو، اسی کی عبادت کرو۔ یاد رکھو! اگر تم نے شرک کو نہ چھوڑا، صرف اسی کی عبادت نہ کی، میری بات نہ مانی تو اللہ کی طرف سے تم پر عذاب آئے گا۔ دنیا میں ذلت ورسوائی کے علاوہ آخرت کا عذاب بہت بھیانک ہوگا، ٹھکانا جہنم ہوگا۔'

اس تمام تر تبلیغ کے باوجود وہ اپنی بات پر ڈٹے رہے۔ ان کا خیال تھا، ہم تو اتنے طاقت ور ہیں، ہمیں بھلا کون عذاب میں مبتلا کرسکتا ہے۔ سیدنا ہود علیہ السلام کے جواب میں انھوں نے جو کچھ کہا، وہ قرآن کریم میں اس طرح آیا ہے:

'اب عادیوں نے تو بے وجہ زمین میں سرکشی شروع کردی اور کہنے لگے کہ ہم سے زیادہ طاقت ور کون ہے؟ کیا انھیں یہ نظر نہیں آیا، جس نے انھیں پیدا کیا ہے، وہ ان سے بہت

ہی زیادہ زور آور ہے، وہ آخر تک ہماری آیات کا انکار ہی کرتے رہے۔'

ان کی گمراہی کی انتہا یہ تھی کہ سیدنا ہود علیہ السلام کو للکار کر کہنے لگے:

'کیا تم ہمارے پاس اس واسطے آئے ہو کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ہم ان کو چھوڑ دیں، لہٰذا ہم کو جس عذاب کی دھمکی دیتے ہو اس کو ہمارے پاس منگوا دو، اگر تم سچے ہو۔'

اب ان لوگوں نے عذاب کو خود دعوت دے ڈالی۔''

''اور یہ انتہائی خطرناک بات تھی......ٹھیک ہے نا دادی جان۔'' نوید نے افسردہ انداز میں کہا۔

''ہاں بیٹا! جب کوئی قوم خود عذاب مانگے تو پھر اللہ کا عذاب آکر رہتا ہے۔قومِ عاد پر عذاب کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ ان کے علاقے میں شدید خشک سالی ہوگئی، مدت تک بارش نہ ہوئی، زمین کا پانی ختم ہونے لگا، کھیت خشک ہوگئے، وہ اپنے بتوں کی طرف دوڑے۔ان کو وسیلہ بنایا، لیکن بت بھلا کیا بارش برسا سکتے تھے، زمین کو زندہ کرنے کی طاقت ان میں کہاں تھی۔خشک سالی میں اور اضافہ ہوگیا، کنویں سوکھ گئے، کافروں کی حالت یہاں تک پہنچی کہ وہ درختوں کے سوکھے پتے کھانے پر مجبور ہوگئے، اس طرح جانوروں کے لیے

خشک گھاس بھی نہ بچی، وہ لوگ بہت زیادہ کمزور ہو گئے، بھوک اور پیاس سے مرنے لگے، یہ خشک سالی کافی عرصہ تک جاری رہی، جن کھیتوں پر وہ فخر کرتے تھے، وہ چٹیل میدان بن چکے تھے، اس طرح قومِ عاد کا غرور ٹوٹ گیا۔ اس کی طاقت خاک میں مل گئی۔

پھر اللہ تعالیٰ کا عذاب ان پر عجیب رنگ میں آیا۔ وہ شدید بھوک اور پیاس کی حالت میں تھے کہ اچانک آسمان پر ایک سیاہ بدلی ظاہر ہوئی، وہ اس کو دیکھ کر خوشیاں منانے لگے، ان کا خیال تھا، اس بدلی سے بارش ضرور ہوگی، شدید ناامیدی کے بعد انھیں یہ امید کی کرن نظر آئی تھی۔ اب وہ موسلا دھار بارش کا انتظار کرنے لگے، خوش ہو کر کہنے لگے:

'یہ بادل ہم پر بارش برسائے گا۔'

یہ ان کا خیال تھا، اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

'بلکہ دراصل یہ بادل وہ چیز ہے جس کی تم جلدی کر رہے تھے، ہوا ہے جس

میں دردناک عذاب ہے۔'

جس بادل کو وہ بارش برسانے والا خیال کررہے تھے، وہ عذاب کا بادل تھا، اس میں بارش نہیں تھی، وہ عذاب تھا جس کو انھوں نے خود مانگا تھا۔

پھر تیز ہوا چلی، بہت تیز، اور وہ ہوا آندھی کی شکل اختیار کرگئی، طوفان بن گئی۔ اس میں ذرّات بھی تھے۔ اس کی آواز بجلی کی کڑک جیسی تھی۔ یہ ہوا اس قدر شدت کے ساتھ چلی کہ ان کے خیمے اڑ گئے، ان کے گھر گر گئے، بلند و بالا محلات زمین پر آ گئے، ان کے حیوانات ہوا میں اڑ گئے، ہوا نے پہلے انھیں اوپر اٹھایا، بلندی پر لے گئی پھر زمین پر دے پٹخا۔ ان کی ہڈیاں پسلیاں ریزہ ریزہ ہوگئیں، گوشت بکھر گیا، وہ مردار ہوکر زمین پر گرے۔ درخت بھی زمین سے اکھڑ کر فضا میں اڑتے نظر آئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’بالآخر انھیں وعدۂ برحق کے مطابق زور کی آواز نے آن پکڑا۔ تو ہم نے ان کو کوڑا کرکٹ کرڈالا، پس ظالموں کے لیے پھٹکار ہی پھٹکار ہے۔‘

بچو! یہ تھا وہ عذاب۔‘‘

’’اف مالک! اب سمجھ میں آیا، آپ کیوں طوفان کو آتے دیکھ کر ڈر جاتی ہیں۔‘‘

فاروق نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

’’ہاں! یہی بات ہے......اور میں کہہ رہی تھی، ان کی حالت کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

’یہ لوگ زمین پر اس طرح گر گئے جیسے کھجور کے کھوکھلے تنے ہوں۔‘

اللہ تعالیٰ نے انھیں کھجور کے کھوکھلے تنوں سے اس لیے تشبیہ دی ہے، کیونکہ ان کے سر ساتھ نہیں رہے تھے، جب ہوا نے انھیں پٹخا تو ان کے سر الگ ہو گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس کیفیت کو یوں بیان فرمایا ہے:

’ہم نے ان پر تیز و تند مسلسل چلنے والی ہوا، منحوس (خیر و برکت سے خالی) دن میں بھیج دی جو لوگوں کو اُٹھا اُٹھا کر پٹختی تھی گویا کہ وہ جڑ سے کٹے ہوئے کھجور کے درخت کے تنے ہیں۔ پس کیسی رہی میری سزا اور میرا ڈرانا؟‘‘

’’استغفراللہ!‘‘ سب بچے بول اٹھے۔

’’ہاں بچو! وہ منظر بہت ہولناک تھا، عبرت ناک تھا۔ پھر انھوں نے سوچا، وہ پہاڑوں اور غاروں میں پناہ لیں، لیکن ہوا نے ان کا وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا، وہ انھیں غاروں سے بھی

نکال لائی۔

وہ زبردست آندھی مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہی۔اس نے سب کافروں کو ہلاک کردیا، ان کے گھر، ان کے خیمے سب کچھ ملیامیٹ کر کے رکھ دیا۔ان کا کوئی فرد بچا نہ چوپایہ، اللہ تعالیٰ اس کے متعلق فرماتا ہے:

'اسی طرح عادیوں میں بھی (ہماری طرف سے تنبیہ ہے) جب کہ ہم نے ان پر خیروبرکت سے خالی آندھی بھیجی۔وہ جس جس چیز پر گزرتی تھی اسے بوسیدہ ہڈی کی طرح چوراچورا کردیتی تھی۔'

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا:

'اور عادی بے حد تیز وتند ہوا سے غارت کر دیے گئے جو ان پر برابر لگاتار سات راتیں اور آٹھ دن تک بحکمِ الٰہی چلتی رہی۔'

پوری قومِ عاد تباہ ہوگئی۔ ان کا ایک فرد بھی نہ بچا۔ ان کا سارا غرور خاک میں مل گیا، طاقت پارہ پارہ ہوگئی، وہ عذاب آگیا جس کی وہ جلدی مچا رہے تھے۔ اسی لیے ہمارے پیارے نبی ﷺ جب آندھی کو دیکھتے تھے تو گھبرا جایا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب تیز ہوا چلتی تو رسول اللہ ﷺ فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی أَسْأَلُکَ خَیْرَھَا وَ خَیْرَ مَا فِیْھَا ، وَ خَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا، وَ شَرِّ مَا فِیْھَا وَ شَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ.

’ اے اللہ! میں تجھ سے اس (ہوا) کی بھلائی مانگتا ہوں اور جو کچھ اس میں ہے اور جو کچھ دے کر وہ بھیجی گئی ہے اس کی بھلائی مانگتا ہوں۔ اور میں اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور جو کچھ اس میں ہے اور جو کچھ دے کر وہ بھیجی گئی ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ ‘

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب آسمان پر بادل چھا جاتے تو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو جاتا۔ آپ کبھی باہر تشریف لے جاتے اور کبھی اندر تشریف لاتے، (پریشانی کی حالت میں) کبھی آتے کبھی جاتے۔ جب بارش نازل ہو جاتی تو پھر آپ کی پریشانی دور ہو جاتی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کیفیت محسوس کر کے دریافت کیا تو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'عائشہ! شاید یہ وہی صورتِ حال ہو، جیسے قومِ عاد نے کہا تھا:

﴿ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ﴾

'جب انھوں نے اس (عذاب) کو بادل کی طرح اپنی وادیوں کی طرف آتے دیکھا تو بولے: یہ بادل ہم پر بارش برسائے گا۔''

''دادی جان...... سیدنا ہود علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کا کیا بنا؟''

نوید نے پوچھا۔

''انھیں اللہ تعالیٰ نے بچا لیا، اللہ تعالیٰ اپنے ماننے والوں پر بہت مہربان ہے۔ جب وہ ہوا ان کے پاس آتی تھی تو بالکل نرم ہو جاتی تھی، کافروں کے لیے وہی ہوا عذاب تھی اور مومنوں کے لیے رحمت تھی۔ جب ہوا رک گئی اور تمام کافر مارے گئے تو مسلمان اپنے گھروں سے نکلے، وہ سب اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان پر بہت احسان کیا تھا، اپنی حفاظت میں رکھا تھا۔ پھر سیدنا ہود علیہ السلام کے ساتھ تمام مسلمان حضر موت چلے گئے، وہ وہاں

جا کر آباد ہو گئے اور ایک اللہ کی عبادت کرنے لگے، ایمان کی دولت نے انھیں محبت اور پیار سے رہنے والا بنا دیا تھا۔

تو بچو! اب تم سمجھ گئے ہو گے کہ میں طوفانی ہوا سے کیوں کانپ کانپ جاتی ہوں...... کیوں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتی ہوں۔''

''بالکل دادی جان! آپ کا بہت بہت شکریہ۔'' سب بچے یک زبان ہو کر بولے۔

موت کی ھوا

یہ ہمارا معاشرتی المیہ ہے کہ وقت کی قدر نہیں کی جاتی
حالات کو دیکھ کر سنبھلا نہیں جاتا
جب وقت گزر جاتا ہے تو پھر کفِ افسوس ملنے سے کیا فائدہ
لیکن اگر گزشتہ واقعات کو دیکھا جائے
گہرائی کے ساتھ ان کا مطالعہ کیا جائے
ان کی ناکامیوں کو مدِ نظر رکھا جائے
تو یقینی بات ہے کہ ویسے حالات سے دوچار ہونے کا وقت نہیں آتا
''موت کی ہوا'' ان لوگوں کا تذکرہ جنہوں نے وقت کو کھودیا
بر وقت بات نہ مان کر، اپنی ہٹ دھرمی پہ قائم رہ کر
رہتی دنیا تک کے لیے نشانِ عبرت بن گئے
دل کی گہرائیوں سے لکھے گئے الفاظ
آپ کے مطالعے کی نذر